(ب)
مذاہب کے پیروکاروں سے معاملات

غیر مسلموں سے عہد نبویؐ میں معاہدات

پروفیسر ریحانہ تبسم فاضلی

حضور اقدس ﷺ نے جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اس وقت پورے عرب میں قبائلی نظام رائج تھا۔ صرف مکہ معظمہ میں ایک شہری حکومت قائم تھی۔ باقاعدہ کوئی مرکزی حکومت کہیں نہیں تھی اس لامرکزیت کی وجہ سے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے خانہ جنگی میں مصروف رہتا تھا۔ یہ سلسلہ صدیوں سے چلا آرہا تھا اس خرابی کو کسی قبیلے کا کوئی سردار ختم نہ کرسکا۔ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ پہنچ کر وہاں حکومت الٰہیہ قائم فرمائی اس ریاست کے سربراہ اعلیٰ خود حضور اکرم ﷺ تھے۔ آپ نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دے کر ایک متحدہ مرکز بنایا۔ آپ کی قائم کردہ سلطنت خاندان، قبائل، عصبیت اور رنگ ونسل کے امتیاز سے ماورا تھی اور آپؐ نے اس نظام کی بنیاد تقویٰ اور عدل وانصاف پر رکھی تھی۔ آپؐ نے مدینہ منورہ میں ایک اسلامی معاشرہ قائم کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرتی تہذیبی اور تمدنی بنیادوں کو بھی استوار کیا۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے اس بات کا ادراک ہوتا ہے کہ اتنا عظیم انقلاب آپ ﷺ سے قبل کبھی نہیں آیا تھا۔ آپؐ ہی اس عظیم انقلاب کے بانی تھے مدینہ منورہ میں عرب قبائل آباد تھے۔ جن مین سب سے زیادہ بڑے اور مشہور قبیلے اوس وخزرج تھے۔ مشہور معروف مؤرخ سعودی نے اپنی کتاب الاشرف والبنینہ میں ایک روایت تحریر کی ہے کہ مدینہ میں یہودیوں کے قبائل بھی تھے جو شام سے نقل مکانی کر کے حجاز چلے آئے تھے یعقوبی نے یہودیوں کو عربی النسل تحریر کیا ہے۔ تمام مورخین نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ

صدر شعبہ اسلا می تاریخ سر سید گورنمنٹ گرلز کالج

یہودیوں کے قبائل تین تھے۔ ۱. بنو قینقاع ۲. بنو نصیر ۳. بنو قریظہ. یہودیوں نے مدینہ اوراس کے اطراف میں تجارت کے ساتھ ساتھ سودی کاروبار بھی پھیلا رکھا تھااور تمام قبائل کو انہوں نے مقروض بھی بنا رکھا تھا۔ اس لئے یہ اسلحہ جنگ بھی بڑی مقدار میں اپنے پاس رکھتے تھے حضور اکرم ﷺ کو اپنے صحابہ سے یہ خبر ملی کہ یہ قریش مکہ مسلمانوں کے اس مرکز کو تباہ برباد کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عقل و دانش اور حکمت کثیر سے نوازا تھا اسلئے آپ نے سوچا کہ مدینہ کے چاروں طرف جو یہودی بستیاں ہیں اور مدینہ میں جو یہود قبائل آباد ہیں ان سے تعلقات سیاسی طور پر متعین کر لئے جائیں تا کہ جب قریش مکہ مدینہ منورہ پر حملہ کریں تو یہودی مددگار بن سکیں (لیکن کسی مقام پر بھی یہود مدینہ نے میثاق مدینہ کا پاس نہیں کیا ہر قبیلہ نے نبی کریم ﷺ کے معاہدے کے ساتھ غداری کی) طبری نے تحریر کیا ہے کہ یہودی طاقتور قبائل تھے بنو قریظہ جنگ میں قبیلہ اوس کا ساتھ دیتا تھا اور بنو نصیر خزرج کا حلیف قبیلہ تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے جتنے معاہدات کئے۔ ان میں منشور مدینہ سب سے پہلا معاہدہ تھا محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہودیوں سے ایک معاہدہ کیا تھا یہ معاہدہ پہلی سیاسی دستاویز تھی بعض مورخین نے انگلستان کے شاہ جان اول کے عہد ۱۲۱۵ میں ہونے والے معاہدہ میگنا کارٹا کو پہلا تحریری معاہدہ قرار دیا ہے۔ جب کہ تاریخی شواہد موجود ہیں۔ کہ دونوں معاہدوں کے درمیان چھ سو برس کا فاصلہ تھا۔ جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ میثاق مدینہ ہی اس دنیا کا پہلا تحریری دستور ہے ڈاکٹر حمید اللہ نے بھی اس معاہدہ کو پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے اس معاہدہ کی ابتدائی ۲۵ دفعات مسلمانوں اور عرب قبائل سے متعلق ہیں اور آخری دفعات میں یہودیوں کے حقوق و فرائض سے بحث کی گئی ہے ابن کثیر نے بھی اتنی ہی دفعات تحریر کی ہیں یہود مدینہ انصار کے بعد سب سے بڑی طاقت تھے رسول اکرم ﷺ نے مساوات قائم کر کے یہودیوں کے پورے حقوق عطا فرمائے آپ کے اس معاہدے کی نظیر کہیں نہیں ملتی

دنیا کا پہلا تحریری دستور میثاق مدینہ

۱۔ مسلمان اور یہود اپنے مذاہب پر قائم رہیں گے

۲۔ جن یہودیوں نے معاہدہ کر لیا ہے، ان کے متعلق مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان پر کسی قسم کا ظلم نہ کریں اور نہ ان کے خلاف ان کے دشمن کی مدد کریں

۳۔ یہود پر لازم ہوگا کہ مدینہ کے راز قریش مکہ یا کسی اور کو فراہم نہ کریں اور نہ ہی قریش مکہ کو پناہ دیں اور نہ ان کے کسی مددگار کو پناہ دیں

۴۔ اہل معاہدہ (یعنی مسلمان اور یہود) میں جب آپس میں اختلاف پیدا ہوجائے تو اس کے فیصلے کیلئے نبی کریم ﷺ سے رجوع کریں

۵۔ اس معاہدہ کی رو سے جنگ کی حالت میں جب مسلمان کسی دشمن سے برسر پیکار ہوں تو وہ مسلمانوں کو مالی امداد دیں گے

۶۔ بنی عوف، بنی النجار، بنی الحارث بنی ساعدہ بنی اوس بنی ثعلبہ بنی جفنہ اور بنی الشطیبہ کے یہود جنہوں نے اس معاہدہ میں شرکت کی وہ بھی اپنے مذہب کے پابند رہیں گے۔ وہ مسلمانوں کے حلیف ہیں۔ مذہبی باتوں کے علاوہ باقی باتوں میں مسلمان اور یہود ایک جماعت میں شمار ہونگے ان میں اگر کوئی شخص ظلم عہد شکنی یا جرم کرے گا تو وہ اپنے جرم کی سزا کا مستحق ہوگا

۷۔ یہود کے مذکورہ بالا قبائل کی ذیلی شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہونگے جو اصل کو حاصل ہیں

۸۔ معاہدہ کرنے والوں میں کوئی محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر فوجی اقدام نہیں کرے گا

۹۔ اگر مسلماں اور یہود معاہدین کے خلاف کوئی تیسری قوم جنگ کرے تو ان تمام معاہدین کو متفق ہوکر لڑنا ہوگا یہودی اپنے مصارف جنگ برداشت کریں گے اور مسلمان اپنے مصارف برداشت کریں گے۔

۱۰۔ مدینہ کا وہ میدان جو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے اس معاہدہ میں شریک ہونے والوں کے لئے حرم ہوگا

۱۱۔ اگر کوئی مدینہ پر حملہ آور ہوگا تو مسلمان اور یہود مل کر مدافعت کریں گے

۱۲۔ اگر مسلمان کسی سے صلح کرلیں تو یہود بھی صلح کے پابند ہونگے اور اگر یہود کسی سے صلح کرلیں تو مسلمان بھی صلح کے پابند ہونگے۔ البتہ مذہبی جنگیں اس سے مستثنیٰ قرار دی جائیں گی۔

۱۳۔ زخم اور ضرب کے بدلے میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے گی

۱۴۔ اس معاہدہ میں استثنا محمد ﷺ کی اجازت سے ہوگا

اس معاہدے کو سیاسی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ ایک طرح کا ''بقائے باہم'' اور متحدہ دفاع کا معاہدہ تھا جس کی رو سے شہر مدینہ کو ایک شہری مملکت قرار دیا گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی یہود سے اپنی حیات طیبہؐ میں پہلا تحریری معاہدہ کیا۔۔ جس کی نظیر ملنا بہت مشکل ہے معاہدہ کا بغور جائزہ کرنے کے بعد حضور ﷺ کی سیاسی زندگی ایک انتہائی اعلیٰ درجے کے حاکم کی حیثیت سے تاریخ میں اور ہمارے ذہن ودل پر رقم ہو جاتی ہے۔ موجودہ دور میں اگر کسی کو حکمرانی کا سلیقہ سیکھنا ہے تو وہ نبی کریم ﷺ کی سیاسی زندگی کا مطالعہ انتہائی گہرائی سے اور گیرائی سے کرے تو اس پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ نبی کریم ﷺ نبی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک حکمران کی حیثیت سے بھی انتہائی بلند و بالا درجے پر فائز تھے کیونکہ آپؐ کی داخلہ اور خارجہ پالیسی بالکل بے داغ تھی۔ آپؐ نے قریش کے حملہ کی وجہ سے مدینہ منورہ کی نواحی بستیوں میں رہنے والے قبائل قبیلہ جہینہ، قبیلہ بنوضمرہ، قبیلہ بنی زرعہ، بنی مدلج اور قبیلہ غفار سے بھی اسی طرح کے معاہدے کئے۔ ان قبائل کے اکثر باشندے رسول اکرم ﷺ کا حسن سلوک دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ حبشہ، شاہ مصر، قیصر روم، شہنشاہ ایران، شاہ بصرہ، والی عمان، امیر بحرین، امیر دمشق، رئیس یمامہ اور رئیس یمن کے نام مکتوبات روانہ کئے جو بین الاقوامی سیاسی معاہدات، تشریعی فرامین اور آبادکاری کے احکام کا عظیم الشان ذخیرہ ہے

صلح حدیبیہ

حضور اقدس ﷺ کا زمانہ تاریخ عالم میں ایک انقلابی نقطہ اور ایک عہد آفریں دور کی حیثیت رکھتا ہے۔ اکثر مورخین نے یہ بات تحریر کی ہے کہ ۶ ہجری ذیقعدہ کے مہینہ میں آپؐ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آپ اپنے چودہ سو صحابہؓ کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی فرما رہے ہیں آپؐ نے اپنے چودہ سو صحابہ کو ساتھ لیا اور یہ سوچا کہ اگر حج کے مہینوں میں مکہ مکرمہ جائیں اور ارادہ طواف کعبہ اور قربانی و عمرہ کا ہو اور قریش کو منہ مانگی شرائط پیش کی جائیں کہ کچھ تعجب نہیں کہ وہ صلح پر آمادہ ہو جائیں۔ ابن اسحاق تحریر کرتے ہیں کہ آپؐ مدینہ منورہ میں نمیلہ بن عبداللہؓ کو حاکم مقرر کیا اور آپ عمرہ کے ارادہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے آپؐ مقام عسفان پر پہنچے تو بشر بن سفیان کعبی نے اطلاع دی کہ قریش مکہ درندوں کی کھالیں پہن کر مقام ذی طویٰ میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اگر یہاں سے سیدھے چلتے تو ذی طویٰ راستے میں پڑتا۔ حضور اکرمؐ نے اللہ سے دعا کی کہ وہ انہیں آنے نہ

دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی مدد فرمائی۔ ایک شخص نے پہاڑوں اور گھاٹیوں کا انتہائی مختصر لیکن دشوار گزار راستہ بتایا حالانکہ اس راستے پر چلنے سے بہت دشواری پیش آئی لیکن نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اس تکلیف کو اللہ کی رضا سمجھ کر برداشت کرلیا اور آخر کار حدیبیہ کے مقام تک پہنچ گئے یہاں پہنچ کر آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ کے اونٹنی تھک گئی ہے آپؐ نے فرمایا کہ یہ تھکی نہیں ہے اور نہ اس طرح بیٹھ جانا اس کی عادت ہے بلکہ اس کو اس نے روکا ہے جس نے اصحاب فیل کو روکا تھا۔ آج قریش صلہ رحمی کے جو حقوق مجھ سے طلب کریں گے وہ میں ان کو دوں گا صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہاں پانی نہیں ہے آپؐ نے ترکش سے ایک تیر نکال کرنا جیہ بن جندبؓ کو (یہ اونٹ ہنکایا کرتے تھے) دیا اور فرمایا کسی گڑھے میں یہ تیر گاڑ دو۔ جیسے ہی انہوں نے تیر گاڑا پانی کا فوارہ زور سے نکلا۔ لوگ سیراب ہوئے۔ بعض اہل علم تحریر کرتے ہیں کہ براء بن عازبؓ نے تیر گاڑا تھا۔ قریش مکہ نے پہلا وفد بدیل بن ورقا خزاعی کی سربراہی میں بھیجا آپؐ نے فرمایا، "بدیل قریش سے جا کر کہ دو کہ ہمارا مقصد ادائے عمرہ ہے جنگ کرنا نہیں" بدیل نے واپس جا کر بولا کہ انہیں زیارت کعبہ سے نہ روکا جائے۔ قریش نے یہ سن کر بدیل کو سخت الفاظ میں برا کہا۔ دوسرا وفد مکرز بن حفص کی قیادت میں حدیبیہ پہنچا۔ آپؐ نے اسے بھی وہی فرمایا جو بدیل سے فرمایا تھا۔ تیسرا وفد حلیس بن علقمہ کی قیادت میں بھیجا گیا اس نے جا کر کہا کہ قربانی کے جانور بھوکے ہیں مسلمانوں کو زیارت کعبہ کی اجازت دے دو۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ قریش مکہ نے اس کے کہنے کے باوجود مسلمانوں کو زیارت کعبہ کی اجازت نہیں دی۔ حلیس بن علقمہ نے کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یا تو محمد ﷺ کو اس کام کی اجازت دو ورنہ میں اپنے لوگوں کو لے کر الگ ہو جاؤں گا حلیس کی گفتگو سے قریش کے رویے میں کچھ نرمی آئی اور انہوں نے ایک معمر اور انتہائی تجربہ کار آدمی عروہ بن مسعود کو بات چیت کے لئے حدیبیہ کی طرف روانہ کیا۔ عروہ نے وہاں پہنچ کر کہا کہ اے محمد ﷺ کیا ایسی بھی کوئی مثال ہے کہ کسی نے اپنی قوم کو تباہ و برباد کیا ہو۔ سیرت النبیؐ میں ابن ہشام نے تحریر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے عروہ سے بھی وہ گفتگو فرمائی جو اور لوگوں سے کی تھی۔ عروہ نے نبی کریمؐ کی ذات سے صحابہ کرامؓ کی عقیدت و محبت دیکھی تو بہت متاثر ہوا۔ اور مکہ میں پہنچ کر کہا کہ اے قریش میں نے کسریٰ، نجاشی اور قیصر کے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں مگر ایسی سلطنت کسی کی نہیں دیکھی محمد ﷺ کی دیکھی بس اب جو تمہاری رائے ہو وہ قائم کرو۔

حضور ﷺ نے اپنے داماد سیدنا عثمانؓ کو مکہ معظمہ روانہ کیا۔ تا کہ وہ مختار کل کی حیثیت سے گفتگو کریں۔ حضرت عثمانؓ نے حضور اکرمؐ کا پیغام قریش تک پہنچایا۔ ابوسفیان نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو خانہ کعبہ کا طواف کرلو انہوں نے جواب دیا جب تک رسول اکرم ﷺ طواف نہ فرمالیں میں طواف نہیں کرسکتا۔ قریش نے مزید گفتگو کرنے کیلئے حضرت عثمانؓ کو روک لیا کسی نے حدیبیہ میں یہ جھوٹی خبر پہنچادی کہ حضرت عثمانؓ شہید کردیئے گئے آپؐ اور مسلمان اس خبر سے ملول ہوگئے آپؐ نے ایک ببول کے درخت کے نیچے جانثاری کی بیعت لی۔ اس بیعت کو بیعت رضواں بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فتح کی آیت نمبر ۱۸ میں ارشاد فرمایا:

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبا یعونک تحت الشجرۃ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے راضی ہوا جو تمہارے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے۔
قریش مکہ کو اس بیعت کی خبر ملی تو وہ سخت پریشان ہوئے انہوں نے سہیل بن عمرو عامری کو مختار بنا کر مصالحت کیلئے بھیجا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے تحریر کیا ہے کہ تھوڑی سے ردوقدح کے بعد حضور اکرمؐ نے اس مطالبے کو قبول فرمالیا۔ جب سب باتیں طے ہوگئیں اور صرف معاہدہ لکھنا رہ گیا تو حضرت عمرؓ تیزی سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوبکر کیا ہمارے رسول اکرمؐ اللہ کے پیغمبر ہیں؟ ابوبکرؓ نے کہا کہ بے شک ہیں۔ عمرؓ نے کہا کیا ہم مسلمان ہیں؟ ابوبکرؓ نے کہا ہاں بے شک ہیں۔ عمرؓ نے کہا اور کیا وہ مشرک نہیں ہیں؟ ابوبکرؓ نے کہا ہاں بے شک ہیں حضرت عمرؓ نے کہا کہ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے دین میں کمزوری اختیار کریں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپؐ اللہ کے رسول ہیں عمرؓ نے کہا کہ میں بھی یہ گواہی دیتا ہوں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ بس جو کچھ حضور کریں اسی کو بہتر سمجھو پھر حضرت عمرؓ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے اور یہی گفتگو کی جو حضرت ابوبکرؓ سے کی تھی۔ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور اس کے حکم کی مخالفت نہیں کرسکتا۔ ورنہ وہ مجھ کو برباد اور ضائع کردے گا حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس روز کے خوف سے بہت سے نمازیں پڑھیں اور بہت صدقہ دیا یہاں تک کہ مجھ کو اطمینان ہوگیا کہ گفتگو کا کفارہ ہوگیا۔

حضور اقدس ﷺ نے معاہدہ لکھنے کیلئے حضرت علیؓ سے فرمایا: حضرت علیؓ نے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** اور **محمد الرسول اللہ** لکھا۔ سہیل نے اس پر اعتراض کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا جو سہیل،

کہتا ہے وہ لکھوتو باسمک الھم اور محمد بن عبد اللہ لکھا گیا۔موجودہ دور میں صلح کرنے والے نبی ﷺ کی قوت برداشت کو دیکھیں اور پھر آپ کے مرتبے اور اخلاق پر غور کریں

معاہدہ حدیبیہ کی تفصیل الوثائق السیاستہ (مطبوعہ مصر ۱۳۷۶ھ) میں موجود ہے۔مندرجہ ذیل سطور میں اس کا اردو ترجمہ تحریر خدمت ہے۔

تیرے نام سے اے اللہ۔معاہدۂ حدیبیہ

تفسیر طبری اور فتوح بلاذری میں تحریر ہے کہ لکھا گیا کہ یہ وہ معاہد ہے جو محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو میں طے ہوا

۱۔دونوں نے اس بات پر صلح کر لی کہ دس سال تک جنگ روک دی جائے اور اس دوران لوگ امن سے رہیں اور ایک دوسرے سے رکے رہیں

۲۔محمد ﷺ کے ساتھیوں میں جو حج یا عمرے یا تجارت کیلئے مکہ آئے تو اس کی جان و مال کو امان ہوگا۔اور قریش کا جو شخص مصر یا شام (بروایت ابو عبید عراق یا شام) جاتے ہوئے مدینہ سے گزرے تو اسے معاہدہ کی رو سے جان و مال کا امان حاصل ہوگا

۳۔قریش کا جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر محمد ﷺ کے پاس آئے گا تو آپ ﷺ اسے قریش کے سپرد کردیں گے اور محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے جو شخص مکہ چلا آئے گا وہ اسے آپ کے سپرد نہیں کریں گے

۴۔ہم میں باہم سینے ہر طرح بند رہیں گے (ایک دوسرے کے راز کی حفاظت کریں گے تا کہ باہر سے کوئی غداری داخل نہ ہوسکے)اور خفیہ طور پر بھی کسی کی مدد نہیں کی جائے گی اور نہ علانیہ خود خلاف عہد وفا کریں گے

۵۔جو محمد ﷺ کے معاہدہ اور ذمہ داری میں داخل ہونا چاہتا ہے اسے بھی اجازت ہوگی۔اس پر بنو خزاعہ نے اٹھ کر کہا ہم محمد ﷺ کے معاہدہ اور ذمہ داری میں شریک ہوتے ہیں اور بنو بکر نے کہا کہ ہم قریش کے معاہدہ میں شریک ہوتے ہیں

۶۔اس سال تم واپس چلے جاؤ البتہ آئندہ سال ہم باہر چلے جائیں گے تم اور تمہارے ساتھی مکے میں داخل ہوکر تین رات ٹھہر سکو گے۔تلوار کے علاوہ کوئی ہتھیار کسی کے پاس نہیں ہوگا اور تلوار بھی نیام میں ہوگی

۷۔قربانی کے جانور وہیں رہیں گے جہاں ہم نے انکو پایا(یعنی حدیبیہ میں)اوران کوحلال کر دیا جائے گااوران کومکہ میں قربانی کیلئے نہیں لایا جائے گا۔
معاہدہ تحریر ہونے کے بعد حضور اقدس ﷺ نے مہر لگائی
گواہان اسلام: حضرت ابوبکرصدیق،عبدالرحمٰن بن عوف،عبداللہ بن سہیل،سعد بن ابی وقاص اور ابوعبیدہ بن الجراح ؓ تھے۔
قریش کی طرف سے مکرز بن حفص گواہ تھا
معاہدہ حدیبیہ پڑھ کر حقیقتاً ایسا محسوس ہوتا تھا کہ مسلمانوں نے قریش مکہ سے دب کر معاہدہ کیا۔ تمام صحابہ کرامؓ اس بات کومحسوس کرر ہے تھے۔لیکن معاہدہ چونکہ نبیﷺ نے کیا تھا تو سب صحابہ آپؐ کے ادب اور محبت کی وجہ سے خاموش رہے۔سب یہی سوچ رہے تھے کہ شاید اللہ تعالیٰ کی رضا اسی طرح ہے۔زہری تحریر کرتے ہیں کہ رسول کریمﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف جار ہے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کی اداسی کوختم فرمادیا دونوں شہروں کے درمیان سورۃ الفتح نازل ہوئی

بسم الله الرحمن الرحيم

انا فتحنالک فتحا مبينا ليغفر لک الله ما تقدم ذنبک وما تأخر ويتم نعمته عليک ويهديک صراط مستقيم

ترجمہ:''بیشک (اے رسول اللہ ﷺ) ہم نے تم کو(اس صلح کے ہونے سے) کھلی ہوئی فتح دی۔ تا کہ بخشے اللہ تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ اوراپنی نعمت تم پر پوری کرےاور سیدھے راستے کی تم کو ہدایت کرے''

اللہ تعالیٰ نے اپناوعدہ پورا فرمایااور ۸ ہجری میں جنگ وجدل کے آپﷺ کومکہ معظمہ انعام کے طور پرعطا فرمادیا(صرف ایک جگہ قریش نے معمولی سی مزاحمت کی اوراسلامی فوجیں اللہ کے کرم سے فاتحانہ مکہ معظمہ میں داخل ہوگئیں)اس لئے حضوراکرم ﷺ اورصحابہؓ اللہ کی رضا میں راضی رہنے والے تھے،(حضور اقدسﷺ نے معاہدہ حدیبیہ میں وہ تحمل اختیار کیا جس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی)

تبوک کے مقام پر مختلف عیسائی گورنروں سے معاهدات

رجب ۹ ہجری میں حضور اکرم ﷺ کو شام کے نبطی سوداگروں سے یہ خبر ملی کہ شام میں رومیوں نے بہت بڑی فوج جمع کی ہے اس کی فوج کا پہلا دستہ بلقا تک پہنچ گیا ہے۔ بعض مورخین نے ہرقل کی فوج کی تعداد ایک لاکھ تحریر کی ہے یہ خبر سن کر نبی کریم ﷺ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں رومی مدینہ منورہ پر حملہ نہ کر دیں اس لئے شدید گرمی کے باوجود نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو فوراً تیار ہونے کا حکم دیا۔ رجب ۹ ہجری میں آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو مدینہ کے انتظام و انصرام کے لئے چھوڑا اور تیس ہزار مسلمانوں کے ساتھ جس میں دس ہزار سوار تھے تبوک پہنچ گئے وہاں پہنچ کر پتہ چلا کہ حملہ کی افواہیں غلط تھیں تاہم تبوک میں آپؐ نے بیس دن قیام فرمایا۔ اور عیسائیوں گورنروں سے معاہدہ کر کے اپنے بے مثل اخلاق اور اعلیٰ کردار کا لوہا منوایا۔

ایلہ کا سردار یوحنا آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے آپؐ کی خدمت میں جزیہ دینا قبول کیا۔ ایک خچر ہدیتاً آپؐ کی خدمت میں پیش کیا آپؐ نے اسے ایک ر:اعطا فرمائی۔

رحمت عالم ﷺ نے مندرجہ ذیل فرمان یوحنا کو عطا فرمایا

بسم الله الرحمن الرحیم

اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے یہ امن نامہ یوحنا، اہل ایلہ، ان کے علماء، ان کی کشتیوں اور قافلوں کے لئے ہے جو بحر و بر میں ہیں اہل شام، اہل یمن، اور اہل بحر جوان کے ساتھ ہیں وہ بھی اس امان میں شامل ہیں ان سب کے لئے اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ لیکن جو اس عہد کی خلاف ورزی کرے اس کی حفاظت کی ذمہ داری نہ ہوگی۔ جن کنوؤں پر یہ لوگ قیام کریں گے ان کنوؤں کا پانی کسی کیلئے بھی بند نہ کریں گے اور نہ بحری راستوں کو روکنے کے مجاز ہونگے

محمد رسول الله ﷺ (طبقات ابن سعد)

جرباء اور اذرح کے عیسائیوں نے بھی آ کر جزیہ پر صلح کی درخواست کی عقبہ کے پادری کے ساتھ شام کے مختلف مقامات اور جرباء اور اذرح وغیرہ کے عیسائی اور یہودی وفد بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے بھی مصالحت فرمائی اہل اذرح اور جرباء کو فرمان رسالت عطا فرمایا۔ اس فرمان میں تحریر تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اہل اذرح اور اہل جرباء کے نام

''یہ لوگ محمد النبی ﷺ کی امان اور پناہ میں ہیں ان پر ہر رجب کے مہینے میں سو دینار واجب الادا ہونگے۔ مومنین کے ساتھ خیر خواہی اور احسان کرنے سے اللہ ان لوگوں کا کفیل ہوگا یہ لوگ اس وقت تک ہر قسم کے امان میں ہیں۔ جب تک محمدؐ ان کو مطلع نہ کردیں''

محمد رسول اللہ ﷺ

دومۃ الجندل کا اکیدر بھی نصرانی تھا وہ قیصر روم کے ماتحت تھا۔ اس کی جانب سے خطرہ تھا۔ آپؐ نے چار سو مجاہدین کا ایک دستہ حضرت خالد بن ولیدؓ کو دیا اور فرمایا تم کو وہ گائے کا شکار کرتے ہوئے ملے گا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اس کی طرف روانہ ہوئے۔ قلعے کے بالکل سامنے پہنچ گئے تو ایک عجیب وغریب واقعہ ہوا جس سے آپؐ کی بات کی تصدیق ہوگئی۔ اکیدر کے قلعے کے دروازے پر ایک جنگلی گائے نے آکر ٹکریں مارنا شروع کردیں۔ اکیدر کی بیوی نے کہا کہ کیا تم نے کبھی دیکھا ہے کہ جنگل سے گائے آکر قلعے کے دروازے پر ٹکریں مارے۔ اس نے کہا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور اب میں اس گائے کو نہیں چھوڑوں گا ابھی شکار کر کے لاتا ہوں پھر اکیدر اس کا بھائی حسان اور چند گھڑ سوار ہتھیار لیکر شکار کے لئے نکلے۔ حضرت خالد بن ولید نے ان شکاریوں کو شکار کرلیا۔ حسان اس معرکہ میں مارا گیا۔ اس کے جسم پر دیباج کی قبا تھی جس پر بہت سونا لگا ہوا تھا۔ یہ قبا حضرت خالد بن ولید نے پہلے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں روانہ کردی اور خود پیچھے پیچھے اکیدر کو لے آپؐ کی خدمت میں پہنچے۔ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اکیدر نے جزیہ دینا منظور اور نبی کریم ﷺ نے صلح کرلی۔ مکتوبات نبی ﷺ میں تحریر ہے کہ اکیدر کو نبی کریم ﷺ امان نامہ لکھ کر دیا۔ بعض مصنفین نے تحریر کیا ہے کہ اکیدر آپؐ کی خدمت میں پہنچا تو آپؐ کے اخلاق سے متاثر ہوکر مسلمان ہوگیا تاریخ اسلام میں آپؐ کا یہ فرمان بھی موجود ہے۔ دومۃ الجندل کا موجودہ نام جوف ہے

بسم الله الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اکیدر اور اہل دومۃ کے لئے جب کہ وہ اسلام قبول کر چکے اور اصنام پرستی کو ترک کر دیا دومۃ کے تالابوں کی زمین غیر مزروعہ اراضی غیر مملوکہ اور نزول کی زمینیں اسلحہ اور قلعے ہمارے لئے ہونگے۔ دریا، چشمے مزروعہ، آراضی، درخت، گھاس وغیرہ اہل دومۃ کی ملکیت ہونگے، چراگاہوں میں چرنے والے جانوروں کے علاوہ کسی جانور پر زکوۃ نہ لیجائے گی۔ اور حساب سے الگ کسی جانور کو بھی زکوۃ میں شامل نہ کیا جائیگا نماز کو وقت پر پڑھنا ہوگا اور زکوۃ کو سچائی سے ادا کرنا ہوگا۔ تم سب لوگوں پر اس عہد و پیماں کی پابندی لازمی ہوگی۔ اگر تم عہد کے پابند رہو گے تو ہماری طرف سے بھی صدق و وفا کی ضمانت ہے۔ جس کے لئے اللہ اور تمام مسلمان گواہ ہیں

محمد رسول الله ﷺ

(طبقات ابن سعد)

اہل مقنا کے قاصد نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر اپنی اطاعت گزاری کا یقین دلایا اور فرمان امن طلب کیا۔ نبی ﷺ نے اس طرح تحریر فرمایا:

بسم الله الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے۔ بنی جنبہ اور مقنا کیلئے تم پر سلامتی ہو مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ اپنے دیہات پر واپس جا رہے ہو۔ میری یہ تحریر جس وقت تمہارے پاس پہنچے تو تم لوگوں کو امن ہے جس میں تمہارے تمام جرائم معاف کر دیئے ہیں، تمہارے اوپر کوئی زیادتی نہ کر پائے گا تمہارے لئے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے۔ ہم جس طرح اپنی حفاظت کرتے ہیں تمہاری بھی حفاظت کی جائے گی تم لوگوں پر کھجور کے باغوں کی پیداوار، بحری شکار اور کاتے ہوئے سوت کی چوتھائی حصے کی ادائیگی واجب ہے اس ادائیگی کے بعد تم ہر قسم کے حصے اور بے گار سے مستثنیٰ ہو گے اور اگر تم وفادار رہے تو ہمارے لئے لازم ہوگا کہ تمہارے ذی مرتبت لوگوں کی عزت کریں اور تمہارے پچھلے تمام قصور معاف کر دیئے جائیں

(مسلمانوں کے لئے ہدایت)

جو شخص اہل مقنا کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے گا یہ اس کے لئے بہتر ہوگا۔ اور جو ان کے ساتھ برائی کرے گا اس کے لئے برا ہوگا تم لوگوں پر یا تو تم ہی میں سے حاکم مقرر کیا جائے گا یا حاکم میرے متعلقین میں سے ہوگا۔

محمد رسول اللہ ﷺ

(طبقات ابن سعد)

حضور اقدس ﷺ نے مقام تبوک پر عیسائی گورنروں سے جو معاہدے کئے۔ وہ اس بات کا ثبوت ہیں۔ کہ نبی ﷺ نبی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک منصف مزاج اور وسیع القلب حکمران بھی تھے دنیا کی تاریخ میں ایسے معاہدات پائے نہیں جاتے۔ جیسے نبی ﷺ کے معاہدات تھے آپؐ کے معاہدات سے متاثر ہو کر ہی غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا تھا کاش موجودہ دور کے مسلمان رہنما حضور اقدس ﷺ کی پیروی کریں اور پھر دنیا والوں کو نبی کریم ﷺ کی نظام حکمرانی سے روشناس کرا دیں آپ کا نظام حکمرانی ہی دنیا میں انقلاب عظیم کا سبب بن سکتا ہے

ان کے معاهدوں میں تھی شامل رضائے رب_ ان کے سبھی معاهدے فتح مبین تھے
دنیا سمجھ رهی تھی یہ ان کے خلاف هیں_ حالانکہ سب معاهده حصن حصین تھے

حواشی و حوالہ جات

۱۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ڈاکٹر حمید اللہ
۲۔ سیرت النبیؐ (جلد اول)، علامہ شبلی نعمانیؒ
۳۔ مکتوبات نبوی ﷺ، مولانا سید محبوب رضوی
۴۔ تاریخ اسلام، شاہ معین الدین احمد ندوی
۵۔ سیرت النبیؐ، ابن ہشام
۶۔ البدایۃ والنھایۃ (تاریخ ابن کثیر) حافظ عماد الدین ابن کثیر
۷۔ تاریخ اسلام، مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی
۸۔ سیرت مصطفیٰ ﷺ، مولانا ادریس کاندھلوی